بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

سیرۃ خاتم النبیینؐ نمبر

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

نور محمد جالا

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۵۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۵ھ ٭ ۲۵ امان ہش ۱۳۵۴ ٭ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۷۵ء	نمبر ۶۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی

(اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو)

دَعُوْا کُلَّ فَخْرٍ لِّلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ اَمَامَ جَلَالَۃِ شَاْنِہٖ الشَّمْسُ اَحْقَرُ

اے لوگو! تم ہر قسم کے فخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی رہنے دو۔ آپؐ کی جلالتِ شان کے آگے تو سورج بالکل حقیر ہے

وَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی ۔۔۔ وَذَرُوْا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوْجَرُوْا

اور اے لوگو! آپؐ پر درود اور سلام بھیجو اور آپؐ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو، تم کو اس کا اجر ملے گا

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِّنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

اور اللہ کی قسم میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے اور ہر آن میں آپؐ کی روشنی سے ہی نور حاصل کرتا ہوں

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی رَوْضِ فَیْضِہٖ ۔۔۔ وَاِنِّیْ بِہٖ اَجْنِی الْجَنٰی وَاُنَضَّرُ

اور میرے رب نے مجھے آپؐ کے فیض کے باغ کے سپرد کر دیا ہے اور میں آپؐ کے طفیل ہی پھول چنتا ہوں اور تروتازگی سے بہرہ اندوز ہوتا ہوں

وَلِدِیْنِہٖ فِیْ جَذْرِ قَلْبِیْ لَوْعَۃٌ ۔۔۔ وَاِنَّ بَیَانِیْ عَنْ جَنَانِیْ یُخْبِرُ

اور آپؐ کے دین کے لئے میرے دل کی گہرائی میں ایک تڑپ ہے اور میرے بیان سے میرے دل کی حالت عیاں ہے

وَرِثْتُ عُلُوْمَ الْمُصْطَفٰی فَاَخَذْتُھَا ۔۔۔ وَکَیْفَ اَرُدُّ عَطَاءَ رَبِّیْ وَاَفْجُرُ

مجھے آپؐ کے علوم ورثہ میں عطا ہوئے ہیں اور میں نے بصد احترام یہ ورثہ لیا ہے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں اپنے رب کی عطا کو رد کر کے معصیت کا مرتکب ہوتا

وَمَا دِیْنُنَا اِلَّا ھِدَایَۃُ اَحْمَدَا

اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سوا ہمارا کوئی دین نہیں ہے

فَیَالَیْتَ شِعْرِیْ مَا یَظُنُّ الْمُکَفِّرُ

میں نہیں جانتا کہ میری تکفیر کرنے والا کس گمان یا وہم میں مبتلا ہے

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبد الحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۵ امان ۱۳۵۴ ہش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جاودانی اور لازوال فیض رسانی

حقیقی اور اصلی معنوں کی رُو سے سب تعریفوں کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہر حسن وخوبی کا مخزن، ہر خیر کا منبع اور ہر فیض کا سرچشمہ ہے جو کائنات اور اس میں پائی جانے والی ہر شئے کا خالق و مالک ہی نہیں اُس کی ربوبیت کرنے والا بھی ہے، جو حیّ و قیّوم ہے یعنی خود زندہ ہی نہیں زندگی بخش بھی ہے، خود قائم و دائم ہی نہیں قیام و دوام بخشنے والا بھی ہے۔ اسی لئے اُس نے خود اپنی ذاتِ بے ہمتا کے متعلق اپنی مخلوق سے اِس حقیقتِ عظمیٰ کا اعلان کر دیا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی لئے کائنات ارضی و سماوی میں پائی جانے والی ہر چیز خواہ وہ جاندار ہو یا بے جان بلکہ اس کا ذرّہ ذرّہ خدا ہی کی تسبیح کر رہا ہے جیسا کہ خود خالقِ کائنات نے فرمایا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

(بنی اسرائیل آیت ۴۵)

یعنی ساتوں آسمان اور زمین اور ان میں پائے جانے والے کُل اجسام و ذرّات الغرض ہر شئے اُسی کی تعریف میں رطب اللسان ہوتے ہوئے اُسی کی تسبیح کرتی ہے۔

الغرض خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کائنات اور اسکے محکم و ابلغ نظام میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اسکی تسبیح اور تعریف نہ کر رہی ہو۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ ہر حسن وخوبی کا مخزن، ہر خیر کا منبع اور ہر فیض کا سرچشمہ ہونے کے باعث سب تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔

خدائے عزّ وجلّ کے بعد خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ جملہ بنی نوعِ انسان میں سے وہی ذاتِ کامل الصفات تعریف و توصیف کی مستحق ہو سکتی ہے جو صفاتِ الٰہیہ کا کامل مظہر ہونے کے باعث اکمل و اتم طور پر حسن و احسانِ مجسم ہو یعنی جو سب سے بڑھ کر خدا نما اور فیض رساں ہو، جو لوگوں کو خدا تعالیٰ تک پہنچا کر ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرا سکے اور اس طرح انہیں دائمی سرور اور دائمی خوشی و خوشحالی کا وارث بنا سکے۔ بلاشبہ نوعِ انسان میں سے وہ ذاتِ کامل الصفات، وجہ تخلیقِ کائنات فخرِ موجودات اور روحانی طور پر قاسمِ حیات، افضل الرسل، مولائے کُل، فخرِ اوّلین و آخرین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو قیامت تک کے واسطے تمام بنی نوعِ انسان کیلئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب آیت ۲۲) اور اسی لئے خدائی حکم کے ماتحت اُس ذاتِ کامل الصفات نے تمام بنی نوعِ انسان کو مخاطب کر کے فرمایا اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آلِ عمران آیت ۳۲)۔ چنانچہ ہر زمانہ میں ہزاروں اور لاکھوں انسانوں نے آپ کی پیروی اور اتباع کی برکت اور آپ کی قوتِ قدسیہ کی فیض رسانی کے طفیل وصالِ ذاتِ ذو الجلال کا شیریں جام پیا اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف ان کے حصہ میں آیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی انعامات و تفضلات کے مورد بنے۔ اس ہمیشہ ہمیش جاری رہنے والی عدیم النظیر فیض رسانی کی وجہ سے حقیقی طور پر آپ محمدؐ ثابت ہوتے چلے آ رہے ہیں اور تا قیامت ثابت ہوتے چلے جائیں گے۔ اوّلین و آخرین پر فیض رسانی کی آئینہ دار آپ کی یہ عدیم النظیر خداداد فضیلت ہی ہے جس کے اظہار کے طور پر خود اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (الاحزاب آیت ۵۷) اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب آیت ۵۷)

حقیقت یہ ہے کہ جب ذاتِ الوہیت ہر حسن و خوبی کا مخزن، ہر خیر کا منبع اور ہر فیض کا سرچشمہ ہونے کے باعث حقیقی معنوں میں ہر تعریف کی مستحق ہے تو اُس کے بندوں میں سے وہ بندۂ اخص جو مظہر اتم الوہیت، لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کا مصداق، حسن و احسانِ مجسّم اور سب سے بڑھ کر فیض رساں ہے وہ اپنی حیاتِ جاودانی اور دائمی فیض رسانی کی وجہ سے کیوں تعریف و توصیف کا مستحق نہ ہو۔ اُسکو حیاتِ جاودانی اور دائمی فیض رسانی کا جو لازوال شرف ملا ہے اور جس کا ثبوت ہر زمانہ میں ملتا چلا آ رہا ہے اور اِس زمانہ میں بھی مل رہا ہے اُس سے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ خدا تعالیٰ کے بعد جملہ مخلوقات میں سے صرف وہی تعریف و توصیف کا اصل مستحق ہے اور تا قیامت رہیگا۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس زمانہ میں اپنے آقا و مطاعؐ کی قابلِ تعریف زندگی کا ثبوت دینے کی غرض سے ایک دُنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں۔ ایک وہ زندگی جو خود خدائے حیّ و قیّوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔ دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں وہ مُردہ ہے نہ زندہ۔ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لیکر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پُورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اُس کی پیروی سے اور اُس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اُوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نُور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اسقدر نشان غیبی دیکھے کہ اُن کُھلے کُھلے نُوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔"

(تریاق القلوب ص۶ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

ایسے زندہ اور زندگی بخش آقا اور محسن اعظم اور مربی حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات بے پایاں کو دیکھ کر جس کی قوتِ قدسیہ کی حیات بخش تاثیرات یعنی حیاتِ جاودانی اور فیض رسانی سے چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ہم بہرہ یاب ہو رہے ہیں ہماری روحوں اور قلوب کی گہرائیوں سے ہر آن یہ دُعا نکل نکل کر عرشِ الٰہی سے کیوں نہ ٹکرائے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

خود یہ درود جس کا ورد ہماری رُوح کی غذا ہے اپنی حیات بخش تاثیرات کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ جاودانی اور لازوال فیض رسانی کا ایک زندہ اور درخشندہ ثبوت ہے کیونکہ یہ حصولِ قربِ الٰہی اور اسکی ترقی پذیر کیفیت کا نہایت مؤثر اور حتمی و یقینی وسیلہ ہے۔

نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

(حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام):۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
وہ یارِ لامکانی، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہُوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سرورِ کائنات سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدیم المثال قوتِ احیاء

آپ ہی وہ انسانِ کامل ہیں جنہوں نے اتم اور اکمل طور پر روحانی قیامت کا نمونہ دکھایا اور ہزاروں برس کے عظم رمیم کو زندہ کر دیا

"قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں اس ذات کامل الصفات نے دکھلایا جس کا نام نامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سارا قرآن اوّل سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسول اس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قومیں دنیا کی روح میں مر چکی تھیں اور فساد روحانی نے برو بحر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس رسول نے آکر نئے سرے سے دنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا۔ اگر کوئی منصف فکر کرے کہ جزیرۂ عرب کے لوگ اوّل کیا تھے اور پھر اس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے اور کیسی ان کی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی اور کس صدق و صفا سے انہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا تو بلاشبہ ان کی ثابت قدمی اور ان کا صدق اور اپنے پیارے رسول کی راہ میں ان کی جانفشانی ایک اعلیٰ درجہ کی کرامت کے رنگ میں اس کو نظر آئے گی وہ پاک نظر ان کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے اور انہوں نے فنا فی اللہ ہو کر صدق اور راستبازی کے وہ کام دکھلائے جس کی نظیر کسی قوم میں ملنا مشکل ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے عقائد کے طور پر حاصل کیا تھا وہ یہ تعلیم نہ تھی کہ کسی عاجز انسان کو خدا مانا جائے یا خدا تعالیٰ کو بچوں کا محتاج ٹھہرایا جائے بلکہ انہوں نے حقیقی خدائے ذوالجلال جو ہمیشہ سے غیر متبدل اور حی و قیوم اور ابن اور اب ہونے کی حاجات سے منزہ اور موت اور پیدائش سے پاک ہے بذریعہ اپنے رسول کریمؐ کے شناخت کر لیا تھا اور وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر یک نے ایک تازہ زندگی پا لی تھی اور اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اٹھے تھے۔ سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانہ دراز کے مُردوں اور ہزاروں برسوں کے عظم رمیم کو زندہ کر دکھلایا۔ اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھلایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں میں سے نکل آیا اور بشارت وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا تمام جزیرۂ عرب پر اثر انداز ہو گئی اور پھر اس قیامت کا نمونہ صحابہؓ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس خداوند قادر قدیر نے جس نے ہر قوم اور ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے اس بشیر و نذیر کو مبعوث کیا تھا ہمیشہ کے لئے جاودانی برکتیں اس کے سچے تابعداروں میں رکھ دیں اور وعدہ کیا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسان کے صحابہؓ کو دیا گیا تھا آنے والے متبعین اور صادق الاخلاص لوگوں کو بھی ملے گا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شانِ محمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ) —

ہمارے سید و مولیٰ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس اعلیٰ اور افضل اور بزرگ تر شانِ اقدس کے حامل ہیں۔ خاکسار جیسے ناچیز انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اس شان کی خوبی و رعنائی سے قارئین کو کما حقہ آگاہ کر سکے۔ آپ کے عاشقِ صادق اور محبِ خالص حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شانِ احمدؐ را کہ داند جز خداوند کریم

دراصل تو آپ کی شانِ اقدس مظہر اتم الوہیت کی شان ہے۔ اور یہ وہ بے مثل شان ہے جو کسی اور نبی کو اپنی تمام تر خوبیوں اور کمالات کے ساتھ حاصل نہیں۔ آپ کی اس اعلیٰ و ارفع شان کے پیشِ نظر جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسے عظیم نبی کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا۔

لَمْ اَظُنَّ اَنْ یُّرْفَعَ عَلَیَّ اَحَدٌ

جب شانِ محمدیت کے حامل کو حضرت موسےٰ علیہ السلام سے بھی اوپر کے آسمانوں کی طرف جبرائیل علیہ السلام لے جانے لگے تو بے اختیار حضرت موسےٰ علیہ السلام کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔

"میں تو یہ گمان نہ کرتا تھا کہ مجھ سے اوپر بھی کوئی جا سکتا ہے۔ اور مجھ سے اونچی شان والا بھی کوئی اور ہو سکتا ہے"۔

شانِ محمدیت کی حقیقت اور کیفیت

ایک عظیم نبی نے جو بیان کی ہے عین اس ارشاد کے مطابق ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پاک کلام قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے:۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝ (النجم)

جب اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہو گئے۔ جس طرح دو کمانوں کی قوسیں اول ان کے وتر آپس میں مل جاتے ہیں اور یہ امتیاز نہیں رہتا کہ اوپر کی کمان کا وتر ہے یا نیچے کی کمان کا۔ اسی طرح حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کی قوسیں اتنی قریب ہو گئیں کہ آپس میں مل گئیں اور ان کے وتر انتہائی قرب کے باعث ایک ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس شانِ اقدس و ارفع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"عند العقل قرب الٰہی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ؐ کے لئے مسلم ہے۔ جس کی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بے شمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نورِ قدیم تک پہنچا رہی ہیں"۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۰)

یہی وجہ ہے کہ شانِ محمدیت کے شانِ الوہیت میں رنگین ہونے کے باعث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کو خدا تعالیٰ کا کلام اور آپ کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور اور آپ کی آمد کو خدا کی آمد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شانِ محمدیت کے اس عظیم و ارفع پہلو کے تذکرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے"۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۹ حاشیہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس اور آپ کی کامل الصفات زندگی پر جس قدر بھی غور کیا جائے۔ یہ بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ کی شان خدا نمائی کی شان ہے۔ اور اس شان کے باعث صفاتِ باری کی مختلف تجلیات کا ظہور جب ہوتا ہے تو شانِ الوہیت کی حامل وہ تجلیات نظر آتی ہیں۔ بطور مثال آپ کی قوتِ احیاء کو ہی لے لیا جائے کس شان کے ساتھ اس قوت کی تاثیرات کا دنیا نے مشاہدہ کیا۔ جب آپ کی بعثت ہوئی تو دنیا اخلاقی اور روحانی، تمدنی لحاظ سے مُردہ اور بے جان لاشہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ہر طرف وحشت ہی وحشت تھی۔ بربریت کا ہی ہر طرف چرچا تھا اور فساد فی الارض ہی ہر جگہ کا امتیاز تھا۔ مگر زمانہ کی اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور شانِ محمدیت کی قوتِ احیاء کی عظیم تجلی نے گویا قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں ایک عالم کو دکھایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی قوتِ احیاء کی تاثیر عجیبہ کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"قیامت کا نمونہ روحانی حیات کے بخشنے میں اس ذات کامل الصفات نے دکھلایا کہ جس کا نام نامی محمدؐ ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔ سارا قرآن اول سے آخر تک یہ شہادت دے رہا ہے کہ یہ رسولؐ اس وقت بھیجا گیا تھا کہ جب تمام قومیں دنیا کی روح میں مر چکی تھیں اور فسادِ روحانی نے بر و بحر کو ہلاک کر دیا تھا۔ تب اس رسولؐ نے آکر نئے سرے سے دنیا کو زندہ کیا اور زمین پر توحید کا دریا جاری کر دیا۔ اگر کوئی منصف فکر کرے کہ جزیرہ عرب کے لوگ اول کیا تھے اور پھر اس رسول کی پیروی کے بعد کیا ہو گئے۔ اور کیسی ان کی وحشیانہ حالت اعلیٰ درجہ کی انسانیت تک پہنچ گئی۔ اور کس صدق و صفا سے انہوں نے اپنے ایمان کو اپنے خونوں کے بہانے سے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے اور اپنے عزیزوں کو چھوڑنے اور اپنے مالوں اور عزتوں اور آراموں کو خدا تعالیٰ کی راہ میں لگانے سے ثابت کر دکھلایا تو بلاشبہ ان کی ثابت قدمی اور ان کا صدق اور اپنے پیارے رسولؐ کی راہ میں ان کی جانفشانی ایک درجہ کی کرامت کے رنگ میں اس کو نظر آئے گی۔ وہ پاک نظر ان کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے اور انہوں نے فنا فی اللہ ہو کر صدق اور راستبازی کے وہ کام دکھلائے جس کی نظیر کسی قوم میں ملنا مشکل ہے۔۔۔

۔۔۔ اور وہ لوگ سچ سچ موت کے گڑھے سے نکل کر پاک حیات کے بلند مینار پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اور ہر ایک نے تازہ زندگی پائی تھی اور اپنے ایمانوں میں ستاروں کی طرح چمک اٹھے تھے۔ سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھلائی اور ایک زمانہ دراز کے مُردوں اور ہزارہا برسوں کے عظم رمیم کو زندہ کر کے دکھلایا۔ اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۸)

شانِ محمدیت کا یہ عظیم اور ارفع پہلو کہ جس کی تاثیر سے ایک اعلیٰ درجہ کی قوتِ احیاء کا دنیا نے جلوہ دیکھا اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ ہمارے سید و مولا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت کی شان کے حامل تھے اور جس طرح ذاتِ باری تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی تمام انبیاء میں اپنی شان میں بے مثل و یکتا تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم

(از مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(۱)

ڈاکٹر فرائڈ ماہر نفسیات نے اپنی کتاب "Future of an Illusion" میں مذہب کو ایک غیر حقیقی پورا نہ ہونے والا توہماتی خواب قرار دیا ہے۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے ؎

ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دل کو خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

بعض ماہرین نفسیات نے لکھا ہے کہ مذہب کے پیرو عموماً وہ انسان ہوتے ہیں جو انسانی کمالات اور ان کے نتائج کے حصول میں ناکام رہتے ہیں اور حسب منشا راہِ ترقی پر نہیں پہنچ سکتے۔ ایسے انسانوں کے دماغ اپنی محرومیت کے توازن کو قائم رکھنے کیلئے "اگلے جہان کی نعماء" کا عقیدہ ایجاد کر لیتے ہیں۔ جو انسان ذہنی طور پر اپنی بلوغت کو نہیں پہنچے اور اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتے ہیں وہ اپنے دماغی توازن کو قائم رکھنے اور اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے لاشعوری طور پر ایک ماں یا باپ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جس کی آغوش میں جا کر وہ ہر قسم کی لذات اور کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ انہیں لاشعوری طور پر ایک باپ جیسا وجود (Father Figure) مہیا کر دیتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ناقص یا محروم انسان لاشعوری مجبوری سے مذہب، اللہ تعالیٰ اور دعا وغیرہ کے عقائد ایجاد کرتے ہیں۔

(۲)

مذہب پر ڈاکٹر فرائڈ کے ساتھیوں کے اس حملے کے مختلف جواب ہو سکتے ہیں۔ اس مختصر سے مقالے میں اس حملے کے جواب میں خاکسار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی و امی و ابی) کے وجود باجود کو جو مذہب کے سب سے بڑے علمبردار ہیں پیش کرتا ہے۔ یورپ کے بعض ماہرین نفسیات نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ من ذالک خاکم بدہن) ایک ذہنی مریض ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان تمام خرافات کا جواب انسانِ کامل سید المرسلین خاتم النبیین فخر الاولین والآخرین مقصودِ تخلیق کائنات رحمت عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک ہے جیسا کہ آپ کے ایک فرزند جلیل عاشق صادق بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قول ہے کہ ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے آپؐ کمزور ذہن اور محروم انسان کی بجائے ہر انسانی کمال میں تمام اولین و آخرین پر سبقت لے جاتے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں۔

تھامس کارلائل ایک انگریز مصنف نے دنیا کے چیدہ چیدہ ہیرو (یعنی مختلف شعبہ جاتِ زندگی میں سبقت لیجانے والے مردانِ میدان) پر مقالے لکھے ہیں عموماً تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہر مذہب کے بانیان، انبیاء، رُسل، رشی، منی و اوتار اپنے زمانہ کے مردانِ کامل میں سے تھے۔ کارلائل کی کتاب کا نام Heroes & Hero Worship ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے (نبیوں میں ہیرو) Hero as a Prophet کے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو ہی پیش کیا ہے۔ گویا کارلائل کے نزدیک تمام رشیوں، منیوں، انبیاء و رسل میں سب سے زیادہ نمایاں شان رکھنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی دنیا کے سامنے وہ مذہب پیش کیا جو ایک زندہ مذہب ہے اور جس پر عمل کر کے آج بھی ایک انسان اپنی استعداد کے مطابق اپنے کمالات جسمانی و ذہنی و اخلاقی و روحانی کی انتہا تک پہنچ سکتا ہے۔ ہر زمانہ میں آپؐ کے ایسے متبعین پیدا ہوتے رہے جو اپنے زمانہ میں آپؐ کی اتباع کی برکت سے اپنے انتہائی کمالات کو پہنچے۔ چنانچہ اس زمانہ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہانگِ دہل اعلان فرماتے ہیں:۔ ؎

اِنِّی لَقَدْ اُحْیِیْتُ مِنْ اِحْیَاءِہٖ
وَاھًا لِاِعْجَازٍ فَمَا اَحْیَانِیْ

یعنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے سے ہی زندہ کیا گیا ہوں۔ کیا کہنے اس معجزے کے اور کس شان سے آپؐ نے مجھے روحانی زندگی بخشی۔

تو ایسے وجود کے متعلق جو کامل انسانوں میں بھی کامل ترین نظر آتا ہے اور اپنی تعلیم سے لوگوں کو کامل بنا دیتا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ (نعوذ باللہ) کمزور اور بیمار ذہنیت کا مالک تھا انتہا درجہ کی دریدہ دہنی ہے۔ اسے ایک پاگل انسان کی خرافات ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

تھامس کارلائل دین اسلام کا پیرو کار نہیں تھا مگر اس نے کامل انسانوں میں سے آپؐ کو ہیرو قرار دیا۔ اَلْفَضْلُ مَا شَہِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ یعنی حقیقی فضیلت وہ ہے جس کا اغیار بھی اقرار کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت اور مقامِ ختم نبوت کا تو بہت ہی اعلیٰ اور ارفع مقام ہے جس کو قرآن کریم نے

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰی (سورۃ نجم)

کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ یعنی آپؐ قوسِ الوہیت اور قوسِ انسانیت یعنی دو قوسوں کے باہم مشترک وتر کی طرح ہو گئے یا اس سے بھی قریب تر۔ اَوْ اَدْنٰی کے الفاظ میں یہ اشارہ ہے کہ انسانی ذہن اس مقام کی بلندی کا تصور نہیں کر سکتا۔ آپ کے سب سے بڑے عاشق صادق اور فرزندِ جلیل حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے اس رسولِ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا آپ پر اظہار کیا تو آپ کا جسم کانپ اٹھا۔ سو آپؐ کا مقامِ ختم نبوت تو بہت ہی بلند و اعلیٰ ہے اور "سدرۃ المنتہیٰ" تک پہنچا ہوا ہے۔ اس مختصر سی صحبت میں ہم صرف آپ کے بعض انسانی کمالات پر ہی نظر ڈالیں گے جو اپنی انتہائی عظمت اور شان کو پہنچے ہوئے ہیں اور ان کمالات میں بھی آپؐ کا وجود مظہر اولین و آخرین میں منفرد و یکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی آپؐ کے اخلاقِ عظیمہ کو آپ کے دعاوی اور تعالیم کی صداقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ
(سورۃ القلم)

یعنی اے رسولؐ! تو انسانی اخلاق و کمالات کی انتہائی وسعتیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

اب بطور مثال مشتے نمونہ از خروارے آپ کے بعض ان اخلاق کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو بحیثیت انسانِ کامل آپ سے ظاہر ہوئے وما توفیقی اِلّا باللّٰہ۔

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ احسان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ احسان نہ صرف بنی نوع انسان کے لئے بلکہ خدا تعالیٰ کی ہر مخلوق کے لئے ایک طبعی جوش کے ساتھ آبشار کی طرح جاری و ساری تھی اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ آپؐ کے فرزندِ جلیل حضرت مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ؎

آں ترحّمہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

یعنی مخلوقِ خدا نے آپ کی طرف سے جس شفقت و احسان کا مشاہدہ کیا وہ کسی شخص نے اپنی ماں کی طرف سے بھی نہیں دیکھا۔

اس سلسلے میں صرف ایک مثال آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کی پیش کی جاتی ہے۔

حضرت خدیجہؓ سے شادی کرنے کے بعد حضرت زیدؓ آپؐ کی غلامی میں آ گئے۔ آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان سے اس قسم کا حسن سلوک روا رکھا کہ جب حضرت زیدؓ کے باپ اور چچا نے آ کر آپؐ سے درخواست کر کے اور آپؐ کی منظوری حاصل کر کے حضرت زید کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمحے کے لئے بھی علیحدہ ہونا برداشت نہ کیا اور اپنے باپ اور چچا کو صاف جواب دیدیا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مزید شفقت کا اس طرح اظہار فرمایا کہ زید بن حارثہؓ کو اپنا متبنّٰی بنا لیا اور وہ لوگوں میں زید بن محمدؐ کہلانے لگے مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متبنّٰی بنانے کی رسم کو ختم کر دیا اور پھر زید بن حارثہ ہی کہلائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف زیدؓ کو اپنا بیٹا بنایا اور بیٹوں سے بھی بڑھ کر ان سے حسن سلوک کیا بلکہ اپنے خاندان کی ایک عالی نسب خاتون اپنی پھوپھی زاد بہن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت زینبؓ بنت جحش سے ان کی شادی کر دی۔ پھر اس پر مزید شفقت یہ کی کہ بعض فوجی مہموں میں زیدؓ بن حارثہ کو بعض اکابر صحابہؓ سے بھی اوپر درجہ دیتے ہوئے فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ آپؐ کی یہ بے پایاں شفقت صرف زیدؓ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ ان کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ کو بھی اپنی محبت کا اس قدر مورد بنایا کہ بعض اوقات بعض اکابر صحابہؓ تک بھی کوئی بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کی جب جرأت نہ رکھتے تو وہ اسامہ بن زیدؓ سے درخواست کرتے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کریں۔ چنانچہ فاطمہ مخزومیہ کا واقعہ اس کی ایک مثال ہے۔

(۴)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت خاوند

آپؐ نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ۔ یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہترین ہے اور اس خلق میں بھی میں تم سب پر سبقت رکھتا ہوں۔ تعدد ازدواج کی صورت میں بعض بیویوں کو اپنے خاوند کے متعلق سینکڑوں گلے شکوے پیدا ہوتے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں آپؐ کے لئے اس قدر فدائیت تھی کہ دنیا اور اس کے لذائذ پر لات مارتے ہوئے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لمحے کے لئے بھی جدا ہونا برداشت نہ کیا۔ چنانچہ جب قرآن کریم میں ازواج مطہرات کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو ہمارا رسول تمہیں یہ چیزیں مہیا کر کے اپنے سے جدا کر دیگا لیکن اگر تم اللہ اور رسول کی رفاقت چاہتی ہو تو تمہیں عیش دنیوی سے تہی دست ہونا پڑے گا۔ اس پر تمام ازواج مطہرات نے متفقہ طور پر یہی جواب دیا کہ ہم دنیا اور اس کی زینت پر لات مارتی ہیں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی رفاقت ہی ہمارے لئے کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ نماز عصر کے بعد حال احوال پوچھنے کے لئے اپنی تمام بیویوں کے گھروں میں چکر لگاتے۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ بنت جحش آپؐ کو شہد کا شربت پلاتیں اور اس طرح آپؐ کو ان کے گھر میں معمول سے کچھ زیادہ دیر ہو جاتی۔ وہ شہد مغافیر کے پھولوں سے شہد کی مکھیوں نے تیار کیا تھا اور اس میں ان پھولوں کی کچھ ہمک سی تھی۔ باقی ازواج مطہرات نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپؐ حضرت زینبؓ کے گھر میں ذرا زیادہ دیر تک ٹھہریں۔ چنانچہ جب آپؐ ان کے گھروں میں گئے تو انہوں نے ایک سوچی سمجھی ہوئی تدبیر کے موافق آپ کو جتلایا کہ آپ کے منہ سے ایک ہمک سی آتی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناپسند کرتے تھے کہ آپؐ سے کسی کو کوئی بو پہنچے آپؐ نے اسی وقت قسم کھالی کہ آئندہ شہد نہیں پئیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے جو اپنے عرش بریں سے یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اس معاملے میں مداخلت کی اور اپنے عرش سے حضورؐ کو پکارا کہ:

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ
مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ۔
تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ
اَزْوَاجِکَ۔

(قرآن کریم سورۃ تحریم)

یعنی اے نبی! جو چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کی ہے تو اسے اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لئے کیوں اپنے لئے حرام قرار دیتا ہے۔

اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شہد پینا شروع کر دیا۔ اس واقعہ سے آپؐ کے حسن سلوک کے نتیجہ میں اس عشق و فدائیت کی تصویر سامنے آتی ہے جو آپؐ کے لئے آپؐ کی بیویوں کے دل میں موجزن تھی۔

مرض الموت میں آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم میں سے سب سے پہلے اگلے جہان میں مجھے وہ آکر ملے گی جو اَطْوَلُکُنَّ یَدًا یعنی سب سے لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ ازواج مطہرات کو آپؐ کی اس رفاقت کو حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ اپنے ہاتھ ناپنے لگیں اور یہ خیال کیا گیا کہ حضرت سودہؓ سب سے پہلے اس رفاقت کو حاصل کریں گی۔ بعد میں حضرت زینبؓ بنت جحش نے وفات پائی تو یہ پتہ لگا کہ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا کے معنے سب سے بڑھ کر سخی کے تھے۔

باوجود تعدد ازدواج کے آپؐ کی سب ازواج اس قدر آپؐ پر فدا تھیں کہ سب سے پہلے موت کا پیالہ پینا چاہتی تھیں تا اگلے جہان میں سب سے پہلے آپؐ کی رفاقت حاصل ہو۔ اس سے آپؐ کے حسن سلوک اور ان احسانوں کا اندازہ ہوتا ہے جو آپؐ اپنی ازواج مطہرات سے کرتے تھے۔ اس سے اَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔

(۵)

قوتِ صبر

ایک بیمار ذہن ذرا سی تکلیف کو بھی انتہائی دکھ قرار دیتا ہے لیکن تندرست ذہن مصائب سے پریشان ہونے کی بجائے ان کے مقابلے کیلئے ڈٹ جاتا ہے۔ پس کسی شخص کی قوت صبر کے ذریعہ سے بھی اس کے انسانی کمالات کی بلندی یا پستی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام اولاد نرینہ کی وفات کا صدمہ دیکھنا پڑا۔ لیکن آپؐ نے صبر جمیل کا نمونہ پیش کیا۔ سب سے آخر میں جب آپؐ کے صاحبزادہ ابراہیمؑ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ

اَلْقَلْبُ یَحْزَنُ وَالْعَیْنُ
تَدْمَعُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا
مَا یُرْضِیْ رَبَّنَا۔

یعنی دل غمگین ہے۔ آنکھ آنسو بہا رہی ہے مگر زبان سے ہم وہی بات نکالتے ہیں جو ہمارے رب کو راضی کرتی ہے۔

اس طرح آپؐ نے اپنے طبعی غم کا اظہار بھی کر دیا جو بشریت کا لازمہ ہے لیکن اپنے عظیم اور کامل رضا بالقضاء کے مقام کا اظہار بھی کر دیا۔

مکی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انسانیت سوز مظالم توڑے گئے۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا گیا۔ تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر گرم اور وزنی پتھر ان کے سینوں پر رکھے گئے۔ ایک مسلمان خاتون کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر اُسے شہید کر دیا گیا۔ الغرض وہ کونسا ظلم تھا جو رَبُّنَا اللّٰہ کہنے والوں پر روا نہ رکھا گیا ہو۔

اس ایذا دہی کے دور میں مسلمانوں پر مکہ کی زمین باوجود فراخ ہونے کے تنگ ہو رہی تھی۔ ایک دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ میں تھے تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب تو مظالم کی انتہا ہو گئی ہے آپ ان مظالم کی وجہ سے ان ظالموں کے خلاف اللہ تعالیٰ کے حضور بددعا کریں۔ یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا اور آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ ایک عورت زیورات سے لدی ہوئی صنعاء سے حضر موت تک تن تنہا سفر کرے گی اور اُسے سوائے خدا کے کسی اور کا خوف نہیں ہوگا۔ تم سے پہلے مومنوں کو ان کے سروں پر آرہ رکھ کر چیر کر دو ٹکڑے کر دیا گیا اور انہوں نے اُف تک نہ کی لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو مجھے اس وقت صبر کا ہی حکم ہے۔ پس صبر کرو۔

اس سلسلہ میں ایک اور واقعہ سفر طائف کا ہے۔ جب مکہ والوں نے آپؐ سے اعراض کر لیا تو آپؐ نے کلمہ حق کی منادی کرنے کے لئے طائف شہر کا سفر اختیار کیا اور وہاں جاکر اس کے سردار ابن عبد یالیل سے ملے۔ اہالیان طائف نے بھی آپؐ کی دعوت کو رد کر دیا اور ہنسی اور استہزاء اور سب و شتم سے پیش آئے۔ آپؐ وہاں سے واپس ہوئے تو اوباش غنڈے آپؐ کے پیچھے لگا دیئے گئے جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ کو لہولہان کر دیا اور سر سے لیکر پاؤں تک آپؐ لہولہان ہو گئے۔ جب آپؐ شہر سے باہر آگئے تو جبریل امین آپؐ کو نظر آئے اور یوں گویا ہوئے کہ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے طائف والوں کی سزا دہی کے لئے ملک الجبال (یعنی پہاڑوں کے فرشتے) کو مامور کیا ہے کہ وہ طائف کی دونوں پہاڑیوں کو ملا کر ان پر ہموار کر دے اور ان لوگوں کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ لیکن اس کو یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میرے رسول سے اجازت لے کر ایسا کرنا۔ پھر ملک الجبال آپؐ کے سامنے ظاہر ہوا اور آپؐ کو السلام علیکم کہا اور آپؐ سے اپنی کارروائی کے لئے اجازت چاہی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ
فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

یعنی اے خدا! تو میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کس کو دکھ دے رہے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدائے واحد کی توحید کا اقرار کریں گے۔

ایک اور واقعہ یہ بھی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) حرم کعبہ میں کھڑے تھے کہ ابو جہل نے آگے بڑھ کر زور سے آپؐ کے منہ پر تھپڑ مارا۔ آپؐ نے صبر کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت حمزہؓ جو آپؐ کے چچا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور رضاعی بھائی تھے اور بڑے سورما تھے اس وقت مکہ سے باہر شکار کیلئے گئے ہوئے تھے ابوجہل نے جو سلوک آپ سے کیا اسے حضرت حمزہ رض کی ایک لونڈی دیکھ رہی تھی۔ شام کو جب حضرت حمزہ رض شکار سے واپس گھر لوٹے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی لونڈی منہ بسورے بیٹھی ہے۔ دریافت کرنے پر وہ پھوٹ پڑی اور کہنے لگی بڑے سورما بنے پھرتے ہو تمہاری غیرت کہاں گئی؟ آج میں نے دیکھا کہ ابوالحکم نے تمہارے بھتیجے کے منہ پر بڑے زور سے تھپڑ مارا اور اس نے کوئی مزاحمت نہ کی، کوئی جواب نہ دیا۔ بخدا اس نے ان کا کوئی قصور بھی تو نہیں کیا تھا۔ یہ سنکر حضرت حمزہ رض کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ اسی طرح کمان لٹکائے خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں جاکر وہ کمان ابوجہل کے منہ پر ماری اور کہا کہ اگر غیرت ہے تو آ مقابلہ کر تو نے ناحق میرے بھتیجے کو تھپڑ مارا۔ ابوجہل کے ساتھی لڑنے کے لئے اٹھے مگر ابوجہل نے دیکھا کہ اس طرح مکہ میں قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے گا فوراً یہ کہہ کر اپنے دوستوں کو ٹھنڈا کیا کہ نہیں میری ہی غلطی تھی لڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد حضرت حمزہ اپنے بھتیجے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے جاں نثاروں میں شامل ہو گئے۔ یہ آپ کے صبر کا ایک شیریں پھل تھا جو آپ کو ملا۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

(۶)

شجاعت و جوانمردی

عربوں میں جوانمردی کا سب سے بڑا جوہر شجاعت اور دلیری کو قرار دیا جاتا تھا بزدلی درحقیقت انسانی ذہن کے کسی اندرونی روگ یا بیماری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ بیمار ذہن رکھنے والا انسان ایک مکھی کی بھنبھناہٹ سے بھی ڈر جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خلق میں بھی بے نظیر اور بے مثال نظر آتے ہیں۔ صحابہ رض کہتے ہیں کہ جنگ میں خطرناک ترین مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تھے۔

غزوہ احد میں بعض صحابہ رض کی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کی فتح ہزیمت میں بدل گئی اور آپ کے بہت سے صحابہ رض شہید ہو گئے اور اور آپ زخموں سے نڈھال ہونے کی حالت میں . . . .

. . . . . اپنے صحابہ رض کے درمیان کھڑے تھے اور ابوسفیان بالمقابل لشکر کفار کے درمیان اپنی تعلیاں بلند کر رہا تھا تو اسی نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے پوچھا

اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ

یعنی کیا تمہارے درمیان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اشارہ کیا کہ مصلحت وقت یہی ہے کہ خاموش رہو، کوئی جواب نہ دو۔

مسلمانوں کی خاموشی دیکھ کر ابوسفیان نے نعرہ بلند کیا کہ اِنَّا قَتَلْنَا مُحَمَّدًا یعنی ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا۔ اسی طرح اس نے پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پھر خاموش رہنے کا ہی اشارہ کیا۔ اس پر ابوسفیان نے زور سے تعلی کی اور بلند آواز سے نعرہ لگایا۔ اُعْلُ ہُبُلْ۔ اُعْلُ ہُبُلْ۔ یعنی ہُبل کی جے ہو، ہُبل کی جے ہو۔ یعنی (نعوذ باللہ) آج ہمارا سب سے بڑا بت ہُبل مسلمانوں کے اللہ پر غالب آگیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا۔ اَلَا تُجِیْبُوْنَ یعنی جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ رض نے عرض کیا کہ کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہ نعرہ لگاؤ کہ

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ۔
اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ۔
یعنی اللہ ہی سب سے بلند اور بزرگ ہے۔ اللہ ہی سب سے بلند اور بزرگ ہے۔

گویا جس وقت اللہ تعالیٰ کی توحید پر حملہ ہوا تو آپ مصلحت وقت کو بھول گئے اور دشمن کے نعرے کا نہایت شاندار جواب دیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے ایک اور نعرہ لگایا کہ لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ یعنی ہماری مددگار تو عزیٰ دیوی ہے اور تمہارے لئے کوئی عزیٰ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مسلمانوں کی طرف غصے سے دیکھا اور فرمایا اَلَا تُجِیْبُوْنَ یعنی کیا تم جواب نہیں دو گے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا کہو

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔
یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

غزوہ حنین میں بھی آپ نے بے مثال شجاعت و دلیری کا نمونہ دکھایا۔ مسلمان ایک گھاٹی میں سے گزر رہے تھے۔ مکہ کے دو ہزار نو مسلم جو غیر تربیت یافتہ تھے لشکر اسلام کے ہراول میں تھے یکایک وادی کے دونوں اطراف سے ہوازن قبائل کے تیراندازوں نے بارش کی طرح تیر برسانے شروع کر دیئے۔ مکہ کے نو مسلم گھبرا کر واپس لوٹے اور اسلامی لشکر میں ایسی افراتفری پھیلی گئی کہ صحابہ رض کے گھوڑے اور اونٹ بھی بدک گئے اور بے قابو ہو کر واپس بھاگنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان جنگ میں صرف چند صحابہ رض رہ گئے۔ آپ تیروں کی بارش میں دشمن کے سامنے کوہِ وقار بن کر جمے رہے۔ ابوسفیان رض نے آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا یا رسول اللہ! واپس مڑیں آگے سوائے موت کے کچھ نہیں۔ پہلے اپنے لشکر کو مجتمع کریں اور پھر لڑیں۔ آپ نے ابوسفیان کے ہاتھ کو جھٹک دیا، اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بلند آواز سے یہ رجز پڑھتے ہوئے اپنا قدم آگے بڑھایا کہ

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

یعنی میں خدا تعالیٰ کا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ خدا کے نبی میدان میں کبھی پیٹھ نہیں دکھاتے۔ لیکن اے لوگو! میری اس مافوق البشر جوانمردی اور حیرت انگیز شجاعت کو دیکھ کر عیسائیوں کے پیشوا کی طرح مجھے خدائی صفات سے متصف کر کے خدا کی الوہیت میں شریک نہ سمجھ لینا۔ یاد رکھنا میں عبدالمطلب کا پوتا ہی ہوں یعنی ایک بشر ہوں۔

(۷)

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک جرنیل

اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا جنگی فنون کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کم سے کم عرصے میں اپنے کم سے کم صحابہ رض کی شہادت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ فتوحات و کامیابیاں حاصل کیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ترین دماغ اور بہترین حسن تدبیر کا ملکہ عطا کیا تھا۔ جنگی مہمات میں آپ ایسے رنگ میں اقدام کرتے کہ دشمن آپ کی حرکات و سکنات سے بے خبر رہتا۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ والوں کو آپ کی آمد کا کچھ بھی پتہ نہ چلا۔ رات کے وقت مکے کا جرنیل ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ باہر نکلا تو چاروں طرف آگیں ہی آگیں جلتی دیکھیں یہ لوگ آپس میں خیال آرائیاں ہی کر رہے تھے کہ یہ فلاں قبیلہ ہو سکتا ہے یا فلاں ہو سکتا ہے کہ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ (حضور علیہ السلام کے چچا) جو ابوسفیان کے دوست تھے، کی آواز اندھیرے میں سنائی دی کہ ابوحنظلہ! (یہ ابوسفیان کی کنیت تھی) یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے جس نے مکہ کو گھیر لیا ہے۔ جان کی امان چاہتے ہو تو میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ ابوسفیان سکتے کے عالم میں تھا کہ حضرت عباس رض نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا حاضر کیا۔

انبیاء کرام کو جنگیں مجبوراً کرنی پڑتی ہیں۔ جس طرح ایک سرجن کو ماؤف اعضاء کو کاٹ کر جسم سے علیحدہ کرنا پڑتا ہے اس قسم کی اجتماعی روحانی سرجری میں بھی انبیاء الٰہی نور سے منور ہونے کی وجہ سے بہترین دسترس اور مہارت کا نمونہ دکھاتے ہیں اور الٰہی نور نورانی وجودوں پر ہی وارد ہوا کرتا ہے (نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ)

غزوہ احد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے جنگی لحاظ سے بہترین حصہ پر دشمن سے پہلے قبضہ کیا۔ جنگ کے وقت اپنی سپاہ کو اس طرح سے حرکت دی کہ تھوڑے سے عرصے میں ہی دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔ بعد میں بعض صحابہ کی غلطی سے نقصان اٹھانا پڑا

آپ کے فوجی ڈسپلن کا یہ حال تھا کہ کیا مجال کہ کوئی شخص آپ کے احکام سے ذرا بھی سرتابی کرے۔ غزوہ فتح مکہ کے موقعہ پر انصار کے کمانڈر سعد رض بن عبادہ کے منہ سے مکے والوں کے سامنے یہ الفاظ نکل گئے کہ اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ آج کا دن قتل و غارت کا دن ہے جس میں تمہارے ظلموں کا انتقام لیا جائے گا۔ حضور علیہ السلام کے پاس شکایت کی گئی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رض بن عبادہ کو ان کی کمان سے معزول کر کے ان کے بیٹے کے ہاتھ میں ان کا علم دے دیا۔ اس ڈسپلن کے باوجود آپ کے صحابہ رض اس قدر عشق و محبت میں چور تھے کہ آپ کے لعاب دہن کو ہاتھوں پر لیتے اور منہ پر ملتے۔ آپ کے وضو کے پانی کے قطرات ہاتھوں پر لیتے اور نیچے نہ گرنے دیتے۔

آپ کی وفات پر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، آپ کے خلیفہ کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی کہ لشکر اسامہ رض کو قیصر روم کے خلاف مہم پر روانہ کرنے کی بجائے پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینہ پر حملہ آور باغیوں کا مقابلہ کیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً اسے ردّ کر دیا اور فرمایا کہ :-

لَيْسَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ
اَنْ يَّمْنَعَ عَسْكَرًا
جَهَّزَهٗ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ اس لشکر کے پروگرام روانگی میں تبدیلی کرے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا۔ خدا کی قسم اگر باغی مدینہ میں داخل ہو جائیں اور مسلمان عورتوں کی لاشوں کی بے حرمتی ہو رہی ہو تب بھی یہ لشکر نہیں روکا جائے گا۔

(۸)

حرفِ آخر

مغربی ماہرینِ نفسیات نے تو مذہب کے ظہور کو محروم انسانوں کی لاشعوری مجبوری قرار دیا مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر لمحہ ان کی تردید کرتا ہے۔ اپنی کمزوری کے ایام میں آپؐ نے اپنی کامیابیوں کی پیشگوئیاں فرمائیں۔ اگر وہ پیشگوئیاں اور اس کے بعد اگلے جہان کے وعدے کسی لاشعوری مجبوری اور احساسِ محرومیت کی وجہ سے تھے تو وہ من و عن اِسی دنیوی زندگی میں پورے کیوں ہو گئے اور پھر اس بات کی دلیل بنے کہ اس کے بعد اگلے جہان کے وعدے بھی برحق ہیں۔ کس مپرسی کے عالم میں آپؐ کو مکے سے نکلنا پڑا مگر مکہ سے نکلنے سے پہلے آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان کر دیا کہ

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ
عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ
لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ۔

(سورۃ القصص: ۸۶)

یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ ضرور بالضرور اس الٰہی مرکز میں تجھے واپس لائے گا۔

اگر (نعوذ باللہ) یہ محض ایک تعلّی تھی اور لاشعوری مجبوری سے ایسا خواب دیکھا گیا تھا تو چند سالوں میں یہ بات پوری کیوں ہو گئی؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ :-

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى
فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ
الْاُوْلٰى ۝

(سورۃ نجم)

کیا یہ انسان کے بس میں ہے کہ لاشعوری مجبوریوں اور شعوری خواہشات کی بنا پر جو تمنّا کرے اور اس کی تحدّی بھی کرے تو اسے ضرور حاصل بھی کر لے۔

انبیاء کے عہد کے ابتدائی اور آخری حصوں دونوں پر اللہ تعالیٰ کا ہی اختیار اور تصرف ہوتا ہے۔ ابتدائی دَور میں ترقی اور غلبہ کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بعد کے دَور میں اپنی زبردست قدرتوں اور تصرفات کے ذریعہ پورا کر دکھاتا ہے اور اس طرح یہ امور اللہ تعالیٰ علّام الغیوب کی ہستی، اُس مامور من اللہ کی صداقت اور اگلے جہان کے متعلق بیان کردہ امور میں بھی اُس مامور کی صداقت پر دلیل بن جاتے ہیں۔

آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کس بے کسی کی حالت میں مکے سے روانہ ہو کر مدینہ کا سفر کر رہے تھے۔ راستے میں سراقہ نامی ایک شخص نے نیزہ تان کر آپؐ پر تین بار حملہ کرنے کی کوشش کی تینوں بار ایک غیبی طاقت کے تصرف سے اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر ریت میں دھنس جاتا۔ آخر سراقہ نے آواز دی کہ اب میں آپؐ پر حملہ نہیں کروں گا ٹھہر جائیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت سراقہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سراقہ! تیرا کیا حال ہو گا جبکہ کسریٰ کے سونے کے کنگن تیرے ہاتھوں میں ہوں گے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایام میں کسریٰ کے سونے کے کنگن مدینہ پہنچے اور حضرت عمرؓ نے سراقہ کو کہا کہ وہ انہیں پہن لے۔ چنانچہ سراقہ نے وہ کنگن پہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ من و عن پورے ہو گئے۔ کیا یہ پیشگوئی کسی لاشعوری تمنا کے نتیجہ میں کی گئی تھی؟ اگر ایسا تھا تو پوری کیوں ہوئی؟ پھر کس شان سے پوری ہوئی یہ پیشگوئی کہ دُنیا کا سب سے عظیم تاجدار اسلام کے مقابلہ میں تباہ ہو گا اور اس کی دولت مدینہ آئے گی اور اس کے کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں ہوں گے۔

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى۔

غزوہ احزاب میں قرآن کریم کے الفاظ کے مطابق ۱۲/۱۱، یثرب پر شدید زلزلہ کی کیفیت تھی۔ دشمن کہہ رہے تھے کہ لَا مُقَامَ لَكُمْ کہ اب دنیا میں تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں۔ خندق کھودتے ہوئے صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک ایسی چٹان آ گئی جو ہزار کوششوں کے باوجود ٹوٹنے میں نہیں آتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ کی گئی۔ آپؐ خود اس موقعہ پر تشریف لائے۔ کدال ہاتھ میں لے کر خود اس پر ضرب لگائی۔ اس پر چٹان میں سے ایک چنگاری نکلی۔ آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر۔ اس پر صحابہؓ نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ دوسری بار چٹان پر ضرب لگائی تو پھر چنگاری نکلی۔ اسی طرح پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اللہ اکبر کہا۔ تیسری بار بھی ایسا ہوا مگر اس دفعہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

اس کے بعد آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ پہلی بار جب چنگاری نکلی تھی تو اس میں آپؐ کو قیصر کے محلات دکھائے گئے تھے جو آپؐ کی اُمّت کو ملیں گے۔ دوسری بار کسریٰ کے سفید محلات اور تیسری بار یمامہ کے۔ دیکھیں اُس وقت کیسی کس مپرسی کی حالت تھی، بھوک کی تکلیف سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ دوسرے صحابہؓ بھی اسی طرح تھے، اس پر یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ میری اُمّت قیصر و کسریٰ و یمامہ کے محلات پر قابض ہو گی بعد میں کس شان سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی

یہ تمام امور اس امر کی حتمی دلیل ہیں کہ اگلے جہان کے متعلق بھی جو پیشگوئیاں کی گئی ہیں وہ بھی برحق ہیں اور ہو کر رہنے والی ہیں۔ مغربی ماہرینِ نفسیات کا یہ فلسفہ دیوانوں کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کہ (نعوذ باللہ) مذاہبِ عالم کی ابتداء محروم اور کمزور انسانوں نے اپنی لاشعوری مجبوریوں کے تحت کی تھی۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے نبوّت کے پہلے سال یعنی بالکل ابتدائی ایام میں ہی یہ خوشخبری سُنائی تھی کہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (سورۃ الضحیٰ) کہ ہر آنے والی حالت تیری پہلی حالت سے اعلیٰ و برتر ہو گی ۔۔۔ تیرا رب تجھے وہ کچھ دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ پھر ایسا ہی ہو کر رہا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانِ کامل ہونا، انسانیت کے تمام کمالات میں اوّلین و آخرین پر سبقت لے جانا، اور آپؐ کی تمام تمناؤں اور آرزوؤں کا آپؐ کی زندگی میں ہی خارق عادت حالات میں پورا ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی ہستی اور آپؐ کے خاتم النبیین، سیّد الاوّلین والآخرین اور کامل ترین انسان ہونے کی زبردست دلیل ہے ؎

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پہلوانِ خدا شہِ لولاک

مصطفےٰ نائبِ رسولِ خدا است — بخدا ہست راہِ او رہِ راست
سیرتِ راست ہمچو سروِ چمن — خوئے خوش ہمچو یاسمین و سمن
نورِ ایماں چکاں ز دامنِ پاک — پہلوانِ خدا شہِ لولاک
مصطفےٰ بود دوحۂ جنت — پُر ز اثمارِ رحمت و برکت
سیرتِ پاک چوں گل و ریحاں — پُر ز خوشبوئے راستی دل و جاں
ہمہ اندامِ او معطّر بود — ذاتِ او جملہ وردِ احمر بود
بر ہمہ ہست جود و احسانش
صد ہزاراں درود بر جانش

(کلام مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

کے ذریعہ

شرفِ انسانیت کا قیام و استحکام

(محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق رئیس التبلیغ بلادِ عربیہ و مغربی افریقہ)

ہمارے مطاع و آقا حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تین قسم کی اقوام دنیا میں پائی جاتی تھیں۔

۱۔ نہایت قدیم اقوام یعنی آرین اور ان کی آباد و اجداد اقوام وغیرہ

۲۔ اہلِ کتاب یعنی یہودی و عیسائی اقوام

۳۔ آزاد منش بے راہ قومیں جن کا تہذیب و تمدن سے کوئی واسطہ نہ تھا

آزاد و خود مختار قوموں میں تو انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ کسی انسان کے زندہ رہنے کی ضمانت کسی طرف سے نہ تھی۔ جس کی لاٹھی اسی کی بھینس والا معاملہ تھا۔ اگر ماں چاہے تو اپنے بچہ کا گلا گھونٹ دے۔ اور اگر باپ چاہے تو اپنے بچہ اور بیوی کا بھی خاتمہ کر دے۔ اور اگر ایک قبیلہ چاہے تو دوسرے قبیلہ (انسانوں کا ایک مجموعہ) کے مردوں اور عورتوں کو قید کر کے یا اٹھا کر لے جائے یا تہ تیغ کر دے اور اگر دوسرا قبیلہ چاہے تو وہ بھی ایسا ہی سلوک کسی اور قبیلہ سے کرے اور وہ حقیقت جسے ہم "عزت و عصمت" کہتے ہیں اس کا وجود ان میں نہ تھا اور نہ وہ ایسے حالات میں محفوظ رہ سکتی تھی اور جہاں عزت و عصمت محفوظ نہ ہوگی۔ اور انسانی جان کی قدر نہ ہوگی۔ وہاں کسی انسان کے شرف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

اہلِ کتاب اور خصوصاً بنی اسرائیل نے (جیسا کہ بائیبل کا عہد قدیم شاہد ہے) اپنی قوم یعنی اپنے انسانوں کو تو انسانیت کا درجہ اور شرف دیا ہے۔ اور اپنے لئے "خدا کی برگزیدہ قوم" کا لقب چنا ہے۔ لیکن دوسرے انسانوں کو جو اپنی پیدائش کے لحاظ سے بنی اسرائیل میں سے نہ ہوں انہیں کوئی وقعت نہیں دی نہ انہیں اس بات کا شرف دیا کہ وہ بھی خدا تعالےٰ کے فیوض سے حصہ پا سکتے ہوں اور نہ ان کی جانوں، مالوں اور عزت کی حفاظت کی کوئی ضمانت دی بلکہ ہر قسم کا جور و جفا ان پر جائز رکھا۔ غلام ان کو بنایا جا سکتا ہے۔ تہ تیغ ان کو کیا جا سکتا ہے۔ عورتیں ان کی غلام اور لونڈیاں بنائی جا سکتی ہیں۔ ان کے شہروں کو تباہ و برباد اور دیہات کو جلایا جا سکتا ہے۔ سود ان سے لیا جا سکتا ہے اور مال ان کے غنیمت بنائے جا سکتے ہیں اور رشتہ داری ان سے نہیں کی جا سکتی۔

بنی اسرائیل کی دوسری شاخ عیسائیوں نے بنی اسرائیل کی شریعت کو لعنت اور کالعدم قرار دے دیا۔ اور اپنے عقیدہ اور عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ کوئی انسان گناہوں سے پاک اور خدا تعالےٰ کا مقرب ہو سکتا اور انسان کو راہ راست پر لا سکتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کا بیٹا ہی یہ کام کر سکتا ہے اور انسان کے لئے سب سے بڑا مرتبہ اور مقام یہی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے بیٹے کی انسانوں کے لئے صلیب پر موت پر ایمان لائے۔ اور شریعت کی تمام پابندیوں، حدود و قیود سے آزاد ہو جائے۔ جو چاہے کھائے جو چاہے پیئے اور جو چاہے کرے۔ مرنے کے بعد اس کے لئے بہشت حاضر ہے اور عیسائی اقوام نے اپنے عمل سے یہ بات ثابت کر دی کہ انسان کی زندگی اس کے مال اس کی عزت و ناموس کی ان کے نزدیک کوئی قیمت نہیں اور ان کی تاریخ کی کتابیں اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ جس طرح انسانی خون کی ارزانی، تباہیاں، بربادیاں اور ملکوں اور قوموں کو تباہ کر دینے والی جنگیں ان کے ذریعہ ان کے ممالک اور دیگر ممالک عالم میں ہوئی ہیں۔ ان کی نظیر دنیا کی دیگر اقوام میں موجود نہیں۔

آرین قوم نے انسان کو آریہ ورت (ہندوستان) میں محدود سمجھا اور اسے چار طبقات میں تقسیم کر دیا۔ برہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔ برہمن کو تو سب انسانوں سے اشرف اور اعلےٰ قرار دے دیا، کھشتری اور ویش کو ان کا خادم اور شودر کو انسانیت سے ہی خارج کر دیا۔ جسے نہ دنیا کا کوئی شرف حاصل ہو سکتا ہے نہ آخرت میں کچھ اس کے حصہ میں آئے گا۔ اور پھر آخرت کے لئے بھی آواگون کا چکر چلا دیا کہ انسان بننے کے بعد پھر اپنے اعمال کے مطابق گائے بیل، درخت، کتا، بلا، گدھا، گھوڑا اور کیڑا و مکوڑا وغیرہ بنتا ہے۔

یہ تھا وہ "انسان" اور یہ تھا اس کا شرف! جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت اس دنیا میں پایا جاتا تھا۔ اور اب بھی غیر مسلم اقوام میں پایا جاتا ہے۔

جب آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوئے تو سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان مقدس الفاظ میں یاد فرمایا

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

یعنی اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جو خالق (پیدا کنندہ) ہے جس نے انسان کو علقہ سے پیدا کیا ہے تو پڑھ اور تیرا رب ہی سب سے زیادہ معزز ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھلایا اور انسان کو وہ تعلیم دی جس کا اسے پہلے علم نہیں تھا۔

اس مقدس وحی میں یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی ہر چیز کا پیدا کنندہ ہے۔ اور انسان بھی اسی معزز خدا کا پیدا کردہ ہے۔ اور معزز کی پیدا کردہ چیز ذلیل نہیں ہوا کرتی اور انسان کے سب علوم اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے سکھلائے گئے ہیں۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

پھر ایک دوسرے مقام پر فرمایا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

کہ وہ رحمٰن خدا ہی ہے جس نے قرآن سکھایا ہے اور اس رحمان خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور اسے نہایت اعلےٰ طور پر بیان کرنا سکھلایا ہے۔

اور قرآن شریف کے متعلق فرمایا کہ یہ (ذِكْرٌ لِّقَوْمِكَ) اور (ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ) ہے۔ یعنی تیری قوم اور سارے جہانوں کے لوگوں کے لئے باعث شرف ہے

پھر فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ

کہ اے تمام لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت یا ماں باپ سے پیدا کیا ہے۔

اور اس طرح سب انسانوں کو بلا تمیز مذہب و ملت و ملک ایک ہی منبع اور چشمہ سے پیدا کردہ بتا کر اور اللہ تعالےٰ کو رَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ ۔ إِلٰهِ النَّاسِ سب انسانوں کا خالق، سب انسانوں کا رب (پرورش کنندہ) سب انسانوں کا حقیقی بادشاہ اور سب انسانوں کا مطلوب و معبود و مقصود خدا قرار دے کر سب انسانوں کو باہم برابری اور وحدت انسانیت کا سبق دے دیا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

پھر انسان کا شرف اس قدر بڑھایا کہ اس کے پیدا کرنے والے اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ .... وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا

کہ ہم نے بنی آدم (انسان) کو بڑا شرف بخشا ہے .... اور جو مخلوق ہم نے پیدا کی ہے اس میں سے ایک کثیر حصہ پر ہم نے انہیں (انسانوں کو) بڑی فضیلت دی ہے

اور نہ صرف یہی بلکہ انسان کو اس زمین پر اپنے خلیفہ (جانشین) بنانے کا بھی شرف عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

سے ظاہر ہے اور

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فرما کر انسانیت کو یہ شرف بھی عطا فرمادیا کہ وہ انسانوں میں سے جو اسی کے ہو کر رہیں گے اور اس کی مخلوق کی بھلائی میں لگے رہیں گے ہمیشہ اپنے خلفاء (جانشین) زمین میں بناتا رہے گا اور وہ شرف خلافت جو سب سے پہلے انسانوں کے والد کو ملا وہ بھی تا قیامت ان کو ملتا رہیگا اور دنیا میں خلافت کا ہی یہ کرشمہ تھا کہ جس قدر انبیاء اور رسل دنیا میں مبعوث کئے گئے۔ وہ سب کے سب انسان ہی تھے اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی یہ اعلان کروادیا کہ

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں کوئی دیگر غیر انسان مخلوق نہیں

يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ

میرے خدا نے مجھے اپنی وحی سے خبر دی ہے کہ تم سب کا ایک ہی خدا ہے دوسرا کوئی اس کا شریک نہیں اور کلمہ طیبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ساتھ آپؐ نے اس کی مزید وضاحت کردی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے ازالہ کے لئے کہ انسان اگر گر پڑے تو دوبارہ اٹھ نہیں سکتا۔ اور تنزلی ترقی سے تبدیل نہیں ہوسکتی۔ یہ بھی اللہ تعالے کی طرف سے اعلان فرمایا۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر حد سے زیادہ ظلم کیا ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ وہ تمہاری تمام ناکامیوں کو ڈھانپ دے گا۔

اور اس طرح انسان کی ناامیدی کی روح کو جو تمام ناکامیوں اور نامرادیوں کی جڑ ہے۔ کاٹ کر رکھ دیا اور ترقیات کے وسیع میدان اس کے سامنے کھول دیئے۔ اور اسے ہر قسم کے اداگون کے چکر میں پڑ کر گم ہو جانے سے نجات دلادی۔

علاوہ ازیں ہر انسان کے جان و مال وعزت کی حفاظت کا آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے حکم دیا اور ان کی حفاظت کی ضمانت عطا فرمائی۔ اس بارہ میں آپؐ کا خطبہ حجۃ الوداع ایک درخشاں مثال ہے۔

جو شخص کسی دوسرے شخص کو قتل کرے۔ اسے بطور سزا قتل کرنے کا حکم دیا۔ جو کسی انسان کے جسم کے کسی حصہ کو نقصان پہنچائے۔ اسے اسی قدر زخم یا مالی سزا سے اس کا تدارک کرنے کا حکم دیا۔ اور اصولی طور پر فرمایا۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ

اور اس میں کسی انسان کو دوسرے انسان پر کسی قسم کی برتری یا فضیلت عطا نہیں فرمائی۔ اور سب انسانوں کے جسم اور روح کو برابر قرار دیا۔

جو لوگ جنگ کریں ان کے مقابل پر دفاعی جنگ کرنے کا ارشاد فرمایا اور لڑائی میں بھی ایسے زمانہ میں جب قتل شدہ دشمنوں کے ناک وکان وغیرہ کاٹ دیئے اور پیٹ چاک کردیئے جاتے تھے۔ اور اس بات پر فخر کیا جاتا تھا کہ ہم نے اپنے دشمنوں کو مردہ خور جانوروں۔ درندوں اور پرندوں کے لئے خوراک بنادیا۔ آپؐ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور میدان جنگ میں کشتہ دشمنوں کی لاشوں کو بھی دفن کرنے کا حکم دیا اور انسانی جسم کو ذلیل ہونے سے بچایا۔

لڑائیوں میں لڑائی کو میدان لڑائی تک ہی محدود رکھا اور جو لوگ عملاً لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ مرد ہوں عورتیں ہوں بچے ہوں۔ بوڑھے و ناکارہ انسان ہوں یا جوان ہوں جو محض خدا کے لئے وقف رہنے والے انسان ہوں۔ ان سے تعرض کرنے یا ان کے اموال و جائدادوں کو نقصان پہنچانے یا لوٹنے سے منع فرمادیا اور مذہبی عمارتوں کی حفاظت کا حکم بھی دیا اور لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (دین و مذہب کے بارے میں کوئی جبر نہیں) اور قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جو چاہے اس پر ایمان لاوے اور جو چاہے انکار کرے) کا اصول بیان فرما کر سب انسانوں کو مذہبی آزادی عطا فرمادی۔ اور انسان کے مذہبی احساسات اور جذبات کا اس قدر خیال رکھا کہ اگر کوئی انسان اپنے حقیقی خالق و مالک و معبود کو بھی بھول گیا ہو۔ اور اس کے علاوہ دوسرے معبود اپنے لئے بنا لئے ہوں۔ تو اس کے ان غیر معبودوں کو بھی گالی وغیرہ دینے سے منع کردیا۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ اس کے مقابلہ پر اپنی کم علمی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ہی کو گالیاں دینے لگ جائیں۔ اور ہر ایک قوم کے ہادی کی عزت کو بھی

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

ہر ایک قوم میں خدا تعالےٰ کا کوئی نہ کوئی نبی گزر چکا ہے کا اعلان فرما کر سب انسانوں کو بتلادیا کہ قرب الٰہی کا دروازہ سب انسانوں کے لئے بلا لحاظ رنگ ونسل وملک کھلا رہا ہے۔ اور خالق انسان نے اس بارہ میں بھی کسی بخل اور ناجائز طرفداری سے کام نہیں لیا۔

ہر انسان کے مال کی بھی حفاظت فرمائی اور ہر انسان کو مرد ہو یا عورت حق دیا کہ وہ اپنا کمایا ہوا مال اپنی زندگی میں جیسے مناسب سمجھے خرچ کرے۔ اور ہر انسان کے مال کو اس کی وفات کے بعد اس کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں والدین۔ بیوی بچوں اور بہن بھائیوں وغیرہ میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ اور اس طرح دولت تقسیم ہوتے رہنے کا انتظام کردیا سود کی لعنت کو ختم کردیا اور سود لینے اور سود دینے والوں کو ملعون قرار دیا۔ غرباء اور مساکین کے لئے صدقات اور زکوٰۃ کا نظام جاری فرمایا۔

ڈاکوؤں۔ غنڈوں۔ لٹیروں اور ملک کا امن و امان برباد کرنے والوں کے لئے قتل اور جلا وطنی کی سزا رکھی اور چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے کر تمام انسانوں کے مال کی حفاظت کردی۔

ہر انسان کو اپنا جسم پاک وصاف رکھنے۔ صاف ستھرے کپڑے پہننے۔ پاک وصاف کھانے کھانے اور ہر قسم کی نجاست سے بچتے رہنے کا حکم دیا اور اہل کتاب کی پاک دامن و نیک عورتوں سے بھی شادی کر لینے اور ان کا پکایا ہوا کھانا کھالینے کی بھی اجازت عطا فرمادی۔

ہر انسان کو اس قدر عزت و شرف عطا فرمایا کہ کسی انسان کے گھر میں بغیر اس کی اجازت حاصل کرلینے کے داخل ہونا ممنوع قرار دے دیا۔ اور گھر کو اس طرح گہوارہ امن وسلامتی بنایا کہ لڑائی جھگڑا کرنے کے لئے کسی کے گھر میں داخل ہونا بھی ناجائز قرار دیا۔ اور کچھ ایسے اوقات بھی مقرر فرمائے جن میں ایک دوسرے کے گھر میں عام آمد ورفت کو ناپسند فرمایا۔

ہر انسان کی عزت وعصمت کی بھی بلا تمیز مذہب وملت حفاظت فرمائی عصمت پر حملہ کرنے والوں کے لئے کوڑوں کی عبرتناک سزا رکھی اور یہاں تک انسانیت کو شرف عطا فرمایا کہ کسی انسان کی زبان کے ذریعہ تخفیف وتحقیر کو بھی ناجائز اور غیبت وبہتان کو نہایت مکروہ گناہ قرار دیا۔ اور یہ سنہری اصول دنیا میں قائم فرمایا کہ کسی بڑے یا مشہور کی اولاد ہونا انسان کو معزز ومکرم نہیں بنادیتا۔ بلکہ

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز ومکرم واشرف وہ ہے جو تم سب میں سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔ اور اپنی امت کو فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کہہ کر نیکیوں اور نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا ارشاد فرمادیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی مدح میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
آں شراب معرفت دادش خدا
کو شد عشقش خیر شد ہر اخترے
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
آفتاب ہر زمین و ہر زماں
رہبر ہر اسود و ہر احمرے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

لب پہ جاری صلِّ علیٰ ہے

ایک ندا ہے ایک صدا ہے — ایک خدا ہے ایک خدا ہے
اے مرے مولا! اے مرے مالک — تیری جانب دست دعا ہے
لب پہ آیا نام محمدؐ — لب پہ جاری صلِّ علیٰ ہے
دنیا بھر میں سرور عالم! — تیری خاطر کون لڑا ہے
طور و سینا، وادی فاراں — جلوۂ جاناں ہوش رُبا ہے
دنیا اک اصنام کدہ ہے — دل میں لیکن تو ہی بسا ہے

(امین اللہ خان سالک)

69

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوۂ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے ٭ کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ٭ سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے

(محترمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ بنت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل جالندھری)

خداتعالیٰ اس کائنات کا خالق ہے۔ انسان کی حیثیت کلامِ الٰہی کے مطابق خلیفۃ اللہ کی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ

انسان عملی زندگی میں ایک نمونہ کا محتاج ہے۔ علم کو عمل کی شکل میں منتقل کئے بغیر علم کا حقیقی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ قرآن مجید کامل شریعت اور ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ہے یہ عظیم کتاب یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ کے مطابق صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ لیکن اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہونے کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔

خداتعالیٰ نے ہر قوم کی اصلاح کے لئے پیغمبر اور رسول بھیجے۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔

یعنی ہر نبی اپنے وقت میں اول المسلمین تھا اور اپنی قوم کے مومنوں کے لئے کامل نمونہ تھا۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ساری دنیا تمام لوگوں اور ہر زمانے کے لئے رسول مبعوث ہوئے ہیں۔ فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اسوۂ حسنہ کے معنی بہترین نمونہ کے ہوتے ہیں۔ اور بہترین نمونہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر پہلو سے جامعیت رکھتا ہو اور ہر لحاظ سے کامل اور مکمل ہو۔ جامعیت اور ہمہ گیری کا وصف صرف اور صرف رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں نظر آتی ہے۔ آپ خدائے کامل کے عبدِ کامل اور علوم روحانیہ کے بحرِ ذخار تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے عظیم مرتبہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

آپ کی عظمت کا ثبوت لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کی حدیث پیش کرتی ہے۔ خداتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے جسمانی باپ نہیں مگر آپ سب مومنوں کے روحانی باپ ہیں بلکہ آپ سب نبیوں کے سردار اور روحانی باپ ہیں۔

چنانچہ آپ کامل نمونہ بننے کے لئے زندگی کے نشیب و فراز میں سے گزرے آپ کی زندگی ہمہ گیر زندگی ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ ساری دنیا کے لئے ایک نمونہ اور مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں فرمانِ الٰہی ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تم سب کے لئے کامل نمونہ ہیں۔

یہ اسوۂ حسنہ ہمیں آپ کے بچپن میں بھی نظر آتا ہے۔ باپ کی شفقت سے محروم اور جلد ہی ماں کی آغوش سے محرومی کا داغ لے کر یہ دُرِّ یتیم جوانی کی حدود میں داخل ہوتا ہے۔ اعلیٰ اخلاق کی بدولت صادق اور امین کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جنگ کا میدان ہو تو شجاعت کے جوہر دکھاتا ہے۔ اور دوسری طرف غارِ حرا کی تنہائیوں میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ آپ غربت کی زندگی سے گزر کر شہنشاہیت کے مقام تک جا پہنچے۔ ایک وقت میں تنہا اور کمزور تھے۔ پھر وہ وقت آیا کہ لاکھوں فدائیوں کے مخدوم اور مملکتِ عرب کے تاجدار بن گئے۔ زندگی کے تمام نشیب و فراز آپ نے دیکھے اور جادۂ حیات کے ہر موڑ پر آپ نے بلند اخلاق اعلیٰ کردار۔ اور عمدہ نمونے کی ایسی لازوال شمعیں فروزاں کیں کہ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کی عظمت کا برملا اعتراف کیا۔

بچپن کا زمانہ جو ناسمجھی کا زمانہ ہوتا ہے اس کے بارہ میں آپ کے چچا ابوطالب فرماتے ہیں۔

"میں نے کبھی بچپن میں بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ بولتے نہیں سنا۔ نہ کبھی ہنسی مذاق کرتے دیکھا۔ اور نہ کبھی کوئی جاہلانہ بات آپ سے سرزد ہوئی اور نہ کبھی آپ نے آوارہ مزاج لڑکوں سے تعلق رکھا۔"

ابوجہل جیسا معاند آپ کے زمانہ نبوت میں آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

اِنَّا لَا نُکَذِّبُکَ وَلٰکِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِہٖ (ترمذی)

اے محمدؐ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس بات کو جھوٹا کہتے ہیں۔ جو تُو لایا ہے۔

امیہ بن خلف جو آپ کا جانی دشمن تھا اس کا قول ہے۔

وَاللّٰہِ مَا یَکْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ (بخاری)

قریش نے آپ کے اس اعلان کو سنا کہ اگر میں کہوں کہ پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ جواب دیا تھا۔ نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا (بخاری و مسلم) کہ ہاں ضرور مانیں کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا ہے۔

پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی۔

کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ (بخاری)

یعنی ہرگز نہیں ہرگز نہیں، خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا آپ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور آپ نے گمشدہ اخلاق کو اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نواز ہیں اور حق کی راہ میں لوگوں کے مددگار ہوتے ہیں۔

جب حضرت عائشہؓ سے آپ کے اخلاق کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا۔

کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ

یعنی آپ کے اخلاق ہمہ تن قرآن تھے۔

آپ کی زندگی ہر پہلو سے مکمل اور نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مدینہ میں جبکہ آپ کو ملکِ عرب کی حکومت و سلطنت حاصل ہو چکی تھی اس پر بھی مسجد کی چٹائی آپ کا تخت اور ہرا عمامہ آپ کا تاج تھا۔ حکومت کا والی مگر گھر کی کل کائنات کھجور کے بان کی بنی ہوئی ایک چارپائی ہے جس کے نشان جسمِ اطہر پر ابھر آتے ہیں اور ایک گدا ہے جس میں کھجور کے پتے بھرے ہیں۔ گھر سے کئی کئی دن دھواں نہیں اٹھتا۔ زیب و زینت اور عیش و راحت کا سامان نہیں رکھتے ٹاٹ اور کھدر نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدھی سادی انتہائی سادہ زندگی۔ بناوٹ سے دور، طمطراق سے پاک۔ اس پر جود و عطا و بخشش و سخاوت کا یہ عالم کہ کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ ہوا۔

ایک ضرورت مند حاضر ہوتا ہے اس وقت دینے کے لئے ایک درہم بھی نہیں۔ فرماتے ہیں تم میرے نام پر قرض لے لینا پھر ادا ہو جائے گا۔

بچوں سے محبت کا یہ عالم کہ ایک تو بچے اپنے نواسے حسنؓ اور دوسرے پر اسامہ رضی کو بٹھا رکھا ہے اور دونوں کو ایک ہی جذبہ سے پیار کرتے ہیں۔ فطرت کے عین مطابق آپ بیک وقت حکومت کے مالک اور فرمانروا، سید ولد آدم، رسول برحق اور ہادیٔ اعظم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے لئے صرف تبلیغ ہی کے لئے نہیں بلکہ اسے نافذ کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ حدود اللہ کے اجرا کے بارے میں نہ کسی کے ساتھ رعایت کی جاتی اور نہ کسی کی سفارش قبول ہوتی۔

ایک معزز قبیلے کی عورت چوری کے جرم کی مرتکب ہوئی۔ آپ نے ثبوت جرم کے بعد اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ بعض شرفائے قریش اس حکم سے کبیدہ خاطر ہوئے اور سفارش کے لئے حضرت اسامہ بن زید کو بھیجا۔ جب اسامہ نے سفارش کی تو چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا۔

"اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا بڑا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب کوئی کمزور جرم کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔"

جب آپ نے مکہ میں تبلیغ کی تو مخالفت کا طوفان امڈ آیا اور آپ کو سخت تکلیفیں دی گئیں۔ مظلوم مسلمانوں کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر انہیں مکہ کی گلیوں اور پتھروں پر گھسیٹا جاتا۔ بعض غلام صحابہ کو ان کے شقی القلب آقا دہکتے انگاروں پر چت لٹا دیتے۔ ان کا جسم جلنا شروع ہو جاتا حتی کہ جسم کی چربی پگھلنے سے کوئلے ٹھنڈے ہو جاتے۔ جب یہ سب کچھ غیر متزلزل یقین سے لبریز دلوں والے صحابہ کی آواز میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کر سکتا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو یہ لوگ غریب مومنوں سے تعلقات منقطع کر لیتے اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتے۔

مصائب سے پُر مکی زندگی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ زندگی جو مکہ میں گزری اس میں جس قدر مصائب اور مشکلات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہم تو ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ دل کانپ اٹھتا ہے جب ان کا تصور کرتے ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی حوصلگی، فراخ دلی، استقلال، اور عزم و استقامت کا پتہ چلتا ہے۔ کیسا کوہ وقار انسان ہے کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں مگر اس کو ذرا بھی جنبش نہیں دے سکتے۔ وہ اپنے منصب کے ادا کرنے میں ایک لمحہ سست اور غمگین نہیں ہوا وہ مشکلات اس کے ارادہ کو تبدیل نہ کر سکیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳)

ایک خدائی نشان کے طور پر قریش مکہ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ غرباء کا تو بہت ہی برا حال تھا۔ ان حالات میں قریش مکہ آپ کی خدمت میں اس بلا سے نجات کے لئے دعا کرانے کی غرض سے حاضر ہوئے اگرچہ یہ قحط آپ کی صداقت کا نشان تھا مگر آپ سے مخلوق خدا کی یہ حالت نہ دیکھی گئی اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اللہ اللہ کیا ہی شفیق آقا ہے کہ خود تو اپنے ہاتھ سے جانی دشمنوں کو کچھ نہیں کہتا اور جب خدا کی طرف سے عذاب آتا ہے تو اس کے دور ہونے کے لئے دعا میں لگ جاتا ہے۔

خدا سے محبت کے میدان میں آپ کا نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یہ تھا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ کی زندگی کے تمام انفاس اور آپ کی موت محض خدا کے لئے ہو گئی تھی اور آپ کے وجود میں نفس اور مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہیں رہا تھا اور آپ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہ رہی تھی۔"

(ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۸۶)

صبر کا یہ حال ہے کہ حضرت ابراہیم جو آپ کے صاحبزادے تھے وفات پا جاتے ہیں۔ آنکھوں سے اشک محبت رواں ہیں مگر آپ فرماتے ہیں۔

ان العین تدمع والقلب
یحزن ولا نقول الا ما
یرضی ربنا

آنکھ اشکبار ہے، دل غمگین ہے لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی مرضی ہو۔

طائف کے اوباش لوگوں نے آپ پر پتھراؤ کر کے لہولہان کر دیا۔ ایسی دردناک حالت میں خدا کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کی کہ اجازت ہو تو ان دونوں پہاڑوں کو ان پر گرا کر ان کو پیس ڈالوں مگر آپ نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی
اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

اے اللہ تو ان لوگوں کو ہدایت دے۔ یہ بے علم ہیں۔

شجاعت کا یہ حال ہے کہ جنگ حنین میں دس ہزار تیر اندازوں کے مقابلہ میں اکیلے خچر پر سوار ہو کر آگے بڑھتے ہیں اور ایک پُر جلال آواز سنائی دیتی ہے۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

میں سچا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

مہمان نوازی کا یہ حال ہے کہ گھر میں جو کچھ موجود ہوتا مہمانوں کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل و عیال فاقہ کرتے۔ آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اپنے مہمانوں کی خبرگیری کرتے تھے۔

انکساری کی یہ حالت تھی کہ اکثر معمولی کپڑے استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے وفات پائی تو تھوڑے سے جَو کے سوا گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔

آپ کی نظر میں امیر و غریب سب برابر تھے۔ سلمانؓ، خبیبؓ اور بلالؓ کہ سب کے سب غلام رہ چکے تھے۔ آپ کی بارگاہ میں رؤسائے قریش سے کم مرتبہ نہ تھے۔

غریب سے غریب بیمار ہوتا تو آپ اس کی عیادت کو جاتے۔ رواداری اس قدر تھی کہ مکہ کی ایک عورت جو آپ کے گزرتے وقت آپ پر کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی۔ وہ بیمار ہو گئی تو آپ اس کا حال پوچھنے کے لئے اس کے گھر گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بہت وسیع تھا حتی کہ آپ کے چچا کا قاتل وحشی رحمت عالم کی پناہ کا طالب ہوا اور اسلام قبول کیا۔ تو آپ نے اسے معاف کر دیا۔ پھر ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی آپ کے حسن اخلاق سے مسحور ہو گئی۔ اور عکرمہ دشمن اسلام ابوجہل کے فرزند تھے ان کے قبول اسلام کے بعد حضورؐ نے نہایت شفقت و محبت کا برتاؤ کیا۔

عرب کے کفرستان میں ایک شخص تنہا کھڑا ہوتا ہے۔ بے یار و مددگار دعوت حق کی صدائیں بلند کرتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ذرہ سی مخالفت پہاڑ بن کر سامنے آتا ہے۔ لیکن آخر وہ وقت آیا جب وہ دس ہزار قدوسیوں کے ہمراہ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوتا ہے۔ تو صبح کی یہ کیفیت ہے کہ اس وقت بھی اس کا سر مبارک عاجزانہ خدا کے حضور جھکا ہوا ہے۔ مکہ کے ظالم کفار آپ کے سامنے ماتحتوں کی طرح لائے گئے۔ ان میں وہ حوصلہ مند بھی تھے جن کی زبانیں آپ پر گالیوں کے طومار برسایا کرتی تھیں۔ وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت آپ کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیتے تھے۔ وہ بھی تھے جن کی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا کسی شے سے نہ بجھتی تھی۔ غرض وہ سب سر جھکائے اپنی سزا کے منتظر تھے۔ اور صحابہؓ اس انتظار میں تھے کہ کب اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیں گے۔ لیکن قربان جائیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جو اپنے دل میں اپنی قوم کے لئے گداز دل رکھتے تھے۔ جو انتہائی مظالم برداشت کرنے کے باوجود دشمنوں کے حق میں بددعا کرنے کے روادار نہ تھے۔ انہوں نے ان سب لوگوں کو لا تثریب علیکم الیوم کہہ کر معاف کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے عفو درگزر کی مثال دی جاتی ہے۔ لیکن جہاں حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو معاف کیا تھا وہاں میرے پیارے آقا نے اپنے بھائیوں کو نہیں رشتہ داروں کو نہیں بلکہ اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ لاریب اس قسم کی بے مثال عفو عام اسی پاکیزہ وجود کا حصہ ہے جس کو خدا نے

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

کے لقب سے نوازا ہو۔

غرض آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے اسوۂ حسنہ کا آئینہ دار ہے آپ نے اپنی رضاعی والدہ کی عظمت قائم کر کے بچوں سے بے انتہا محبت کر کے اپنی بیویوں سے محبت و پیار کا بہترین سلوک کر کے اور سب رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر کے عائلی زندگی میں ایک درخشندہ مثال قائم فرمائی

باقی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکزی نقطہ

ہر قول خدا کے لئے کہا جائے اور ہر فعل خدا کے لئے کیا جائے

(محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی جامع اور کامل زندگی ہے آپ کی زندگی میں سب انسانوں کے لئے نمونہ ہے۔ آپ کی زندگی کی اساس اور بنیاد یہ ہے کہ آپ نے ہر قول خدا کے لئے کہا اور ہر عمل خدا کے لئے کیا۔ کیونکہ آپ معرفت کے اس بلند مقام پر پہنچے کہ اللہ تعالے ہر وقت آپ کے سامنے تھا اور آپ اسے ہر لمحہ حاضر و ناظر یقین کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نہ دیا رکا سوال ہے اور نہ کسی انسان سے مدح و تعریف حاصل کرنے کا مقصد ہے۔ آپ کی ذاتی اور گھریلو زندگی ہے یا ملکی اجتماعیت تک کی زندگی ہیں آپ کے جملہ خیالات، اقوال اور اعمال کی اساس و بنیاد یہی تھی کہ ہر چیز محض اللہ تعالے کی خاطر کی جائے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم وہ کہتے تھے جو خدا چاہتا تھا اور وہ کرتے تھے جس کے کرنے کا اللہ تعالے نے حکم دیا تھا۔ آپ کو اس امر سے کوئی سروکار نہ تھا کہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور لوگ کس بات سے خوش ہوتے ہیں آپ کا نصب العین تو یہی تھا کہ خدا راضی رہے خالق کائنات خوش ہو خواہ ساری مخلوق اور ساری کائنات ناراض ہو جائے

اللہ تعالے نے سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اس لازمی اساس و بنیاد کو یوں ذکر فرمایا ہے (فرماتا ہے)

قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ
رب العلمین۔

کہ اے رسول! تو اعلان کر دے کہ لوگو! میری عبادت، میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے۔ اس آیت کریمہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بنیادی اساس ذکر کر دی گئی ہے۔ آپ کے سارے کام، آپ کے سارے قول و فعل محض خدا تعالے کے لئے تھے۔ اللہ تعالے کے حکم کے مطابق تھے۔ آپ ان اقوال و اعمال میں محض اللہ تعالے کی رضامندی کے طلب گار تھے۔

نیکی کی تعریف میں فلاسفہ کا بہت اختلاف ہوا ہے اصل نیکی یہی ہے کہ جو عمل صفات باری سے مطابقت رکھتا ہو وہ نیکی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سارے قول اور سارے عمل محض اللہ کے لئے تھے یعنی اللہ تعالے کی صفات کے مطابق تھے اسلئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی سب سے بہتر اور ہمہ جہت پاک و معصوم تھی۔

ہمارے پاک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے سب انسانوں کے لئے اسی لئے نمونہ قرار دیا کہ آپ کی زندگی سراپا اللہ رب العلمین کے لئے تھی اور آپ کے تمام اقوال و اعمال میں الٰہی صفات جلوہ فرما تھیں جہاں جس جگہ آپ کے اعمال میں نرمی نظر آتی ہے وہ بھی صفت الٰہیہ کے مطابق ہے اور جس جگہ سختی دکھائی دیتی ہے وہ بھی اللہ کی صفت سے مطابقت میں ہے۔ محض نرمی یا محض سختی اپنی ذات میں نیکی نہیں ہے نیکی وہ ہے جو صفات باری کی مطابقت میں ہو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ مطابقت بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ نے خود اس کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالے نے خود اس کو بیان فرمایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اعمال محض اللہ تعالے کے لئے ہوتے تھے اور اسی بنا پر وہ مقبول بارگاہ احدیت تھے اسی وجہ سے اللہ تعالے نے سب مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے کاموں میں اسوۂ نبوی کی اتباع کریں تا ان کی نیتیں بھی پاک ہو جائیں اور وہ بھی خدا تعالے کے ہاں مقبول ہو جائیں۔ اس بے لوث اور بے ریا زندگی کے بغیر کوئی انسان اللہ تعالے کے ہاں مقبول نہیں ہو سکتا۔

(اسوہ نبوی بقیہ ۱۲)

غلاموں سے حسن سلوک کے میدان میں آپ کا نمونہ فقید المثال ہے۔ آپ کے حسن سلوک کا کرشمہ تھا کہ حضرت زید نے آپ کی غلامی کو ہزار آزادیوں پر ترجیح دی عزم و استقلال کی یہ کیفیت کہ عرب کی ساری طاقتیں متحد ہو کر بھی آپ کے عزائم کی راہ میں روک نہ بن سکیں۔ اور آپ ہمیشہ طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما رہے۔

انسان کا بہترین نمونہ اکمل کے ماتحتوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کے کامل اسوۂ حسنہ کا ایک کرشمہ یہ تھا کہ آپ کی پاک محبت اور نمونہ نے صحابہؓ کو خدا کی محبت میں سرشار اور قربانیوں میں مثال بنا دیا آپ کے کامل نمونہ کی برکت سے صحابہؓ شراب کی بجائے خدا تعالے کی محبت میں سرشار ہو گئے۔ اسی محبت اور فدائیت کے جذبہ سے انہوں نے خدا کے راستہ میں سر کٹوا دیئے۔ صحابہؓ کی زندگیوں میں انقلاب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔"

(برکات الدعا صفحہ ۱۰)

غرض آپ کے اعلیٰ نمونہ اور کردار کو دیکھ کر دل بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اس پاک وجود پر فدا ہونے لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ چکے تھے کہ اس راہ میں ان کو علماء کی طرف سے تکفیر کا بھی کوئی خوف نہ تھا فرماتے ہیں:-

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

آپ کی ذات بابرکات تمام فضائل اخلاق کی جامع ہے ؎

برًّا کریمًا محسنًا
بحر العطایا والجدا
بدرٌ منیرٌ طاہرٌ
فی کلِّ وصفٍ حُمِّدَا

میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور اسوۂ حسنہ کے کس کس پہلو کا تذکرہ کروں، میری حقیقت ہی کیا ہے حق تو یہ ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر ایک پہلو اپنے اندر ایک انفرادیت اور عظمت رکھتا ہے۔ مختصر طور پر یہی کہہ سکتی ہوں ؎

تو حبیب رب جلیل ہے تیری عظمتوں کا جواب کیا
تو مقام فخر خلیل ہے تیری حرمتوں کا حساب کیا

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔
واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بزم کونین کے سلطاں ہیں رسول عربی

جان و دل آپ پہ قرباں ہیں رسول عربی — آپ ہر درد کا درماں ہیں رسول عربی
بزم کونین میں ہر دم ہے یہ چرچا ہر سو — بزم کونین کے سلطاں ہیں رسول عربی
آپ کی سیرت اقدس سے یہ ہوتا ہے عیاں — آپ ہی مظہر یزداں ہیں رسول عربی
ڈوب سکتا نہیں طوفاں میں سفینہ وہ کبھی — آپ خود جس کے نگہباں ہیں رسول عربی
آپ خاتم بھی ہیں فاتح بھی ہیں قاسم بھی ہیں — آپ مقصود دل و جاں ہیں رسول عربی
شافع حشر بھی ہیں، ساقی کوثر بھی ہیں — کس قدر آپ کے احساں ہیں رسول عربی
ہم غریبوں کی بھی فریاد رسی ہو جائے — آپ غمخوار غریباں ہیں رسول عربی
ظلمتیں ہم سے اسی واسطے نالاں ہیں کہ ہم — حامل مشعل قرآں ہیں رسول عربی
ساری دنیا ترے نوروں سے منور کر دیں — یہ ارادے یہی ارماں ہیں رسول عربی
اپنے دربار کے ان خاک نشینوں کی سنیں — آپ سے رحم کے خواہاں ہیں رسول عربی

(محمد صدیق امرتسری ایم۔اے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

74

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کامیاب علاج ہمدردانہ مشورہ

تبخیر معدہ، پرانی خارش و چنبل، بواسیر، دائمی قبض، نزلہ زکام

مردوں اور عورتوں کی خاص امراض

مطب ناصر دواخانہ۔ گول بازار ربوہ فون ۵۳۴

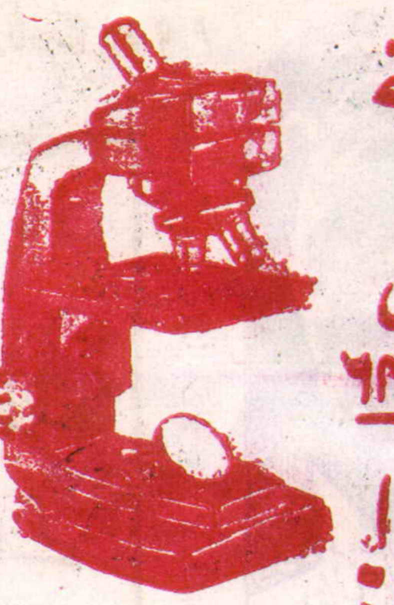

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور فون ۶۴۵۰

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ تربیتی کلاس ۱۸ اپریل سے یکم مئی ۱۹۷۵ء تک ہو رہی ہے اس تربیتی کلاس میں تمام مجالس کی نمائندگی ضروری ہے (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

کاجل نور بصر NOOR-E-BASAR OKK

آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور صفائی کیلئے لاجواب تحفہ

دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

ہومیوپیتھک و بایوکیمک ادویات

معیاری مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں

۶-۳۰-۲۰۰-۱۰۰۰-۱۰۰۰۰۰ اور ایک لاکھ (سی ایم) طاقت تک۔ بلنک شوگر۔ گولیاں۔ ٹکیاں۔ خالی شیشیاں۔ کارک اور ہومیوپیتھک و بایوکیمک کتب پاکستان کے تھوک فروشوں کے متوازی نرخوں پر خرید فرماویں۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ

فون نمبرز ۶۰۶/۶۰۷

لیڈیز پارچات خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دکان

"الفردوس" کلاتھ مرچنٹ کو یاد رکھیں

ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب ڈیزائنوں میں ہر قسم کی "کشمیری شالیں، سٹولز اور مردانہ دھسے" کا تازہ سٹاک موجود ہے۔ علاوہ ازیں فلیٹ کریپ، پرنٹ شماہہ، ساٹن کریپ نیز ریڈی میڈ عوامی سوٹ زنانہ و مردانہ ہر قسم۔ کامدار و پرنٹ قمیضیں اور سوٹ۔ لٹھے کی شلواریں اور پاجامے اعلیٰ کوالٹی میں موجود ہیں۔ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔

"الفردوس" کلاتھ مرچنٹ ۸۵۔ انارکلی۔ لاہور

شانتی کیپسول

میں ایسے قیمتی اجزاء شامل ہیں جو بیک وقت دل و دماغ جگر، معدہ، اعصاب اور رحم کو طاقت دیتے ہیں۔ شانتی کیپسول خون صاف کرتے اور نیا خون پیدا کرکے رنگت نکھارتے ہیں۔ شانتی کیپسول دماغی کام کرنے والی لڑکیوں کے لئے بہترین مقوی دوا ہے بے قاعدگی، سیلان، اٹھرا اور عام جسمانی کمزوری کے لئے مفید ہیں۔ دوران حمل شانتی کے استعمال سے بفضل تعالیٰ ماں اور بچہ کی صحت قائم رہتی ہے۔

قیمت: تیس ۳۰ کیپسول ۱۲/۵۰

۶۰ کیپسول ۲۴/- سو کیپسول ۳۶/-

المنار دواخانہ ربوہ

گائے * بھینس * بھیڑ * بکری

اور دیگر جانوروں کا جان لیوا اپھارہ "شفائے اپھارہ" کے ایک پیکٹ سے ۱۵ منٹ میں غائب۔ ہر پیکٹ پر گارنٹی۔ قیمت ۵/۸۵ درجن ۶/- دو درجن سے زائد پر ڈاک خرچ کی رعایت۔

تیار کردہ

شاہ ہومیوپیتھک سٹور رحمت بازار ربوہ

حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کردہ • عمدہ ڈبل روٹی • بند • باقرخانی • رس • کیک • پیسٹری • کریم رول • پیٹیز • بسکٹ • کیک سالگرہ وغیرہ

افتخار برادرز بیکرز

رحمت بازار ربوہ

سے ہی دستیاب ہو سکتے ہیں۔

• تازہ انڈے • مکھن • چائے • قہوہ بھی نوش فرمائیں۔

لاجواب ٹانک

ہر قسم کی اعصابی، دماغی اور بدنی کمزوری نسیان وغیرہ کمزوری جگر معدہ پیٹ کی ریحی دائمی قبض تبخیر معدہ مراق بواسیر بادی لیکوریا درد کمر شانوں کے درمیان ہلکا ہلکا درد تھکاوٹ، کمزوری نظر، دائمی نزلہ زکام رعشہ فالج چڑچڑا پن، بدن میں دردیں پرانا جریان احتلام سرعت وغیرہ۔ دودھ لسی مکھن وغیرہ کا ہضم نہ ہونا یا بلغم پیدا کرنا بڑھاپا کے جملہ عوارضات۔ عورتوں اور مردوں میں یکساں مفید -/۳

ایم بشارت منیجر قاضی دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ (حافظ آباد) گوجرانوالہ

لاہور میں

اپنی جملہ یونانی طبی ضروریات مثلاً ہر قسم کی معجونیں، خمیرے، اطریفل، عرق، شربت مکمل اجزاء سے تیار کردہ نیز خالص شہد اور خالص بادام روغن اور یونانی نسخہ جات ــــ نصف صدی قدیم دواخانہ

حکیم محمد جمیل رجسٹرڈ پریکٹیشنر

محمدی دواخانہ

۲۴ عزیز روڈ مصری شاہ۔ لاہور

خوشخبری

ہم مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے خشک بندرگاہ اور ایئرپورٹ لاہور کا لائسنس حاصل کیا ہے۔ کاروباری حضرات درآمد اور برآمد کے سلسلہ میں ہماری خدمات حاصل کریں۔ شکریہ

نعیم اینڈ کمپنی فون ۶۵۶۹۳

کلیرنگ اینڈ فارورڈنگ ایجنسی

۱۷۔ نقی بلڈنگ دی مال لاہور

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحتِ کی ضمانت
مشہورِ آفاق
ادویہ کا مرکز
دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

خالص
سونے چاندی کے زیورات
جدید ڈیزائنوں میں بنوانے
اور
خرید و فروخت کیلئے
نیز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی انگوٹھیاں
دیدہ زیب ڈیزائنوں میں خریدنے کا
اعلیٰ مرکز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالسلام عبدالمنان ناصر
عقب جمال بیکری۔ گولبازار ربوہ
فون نمبر ۵۵۰

نور کاجل

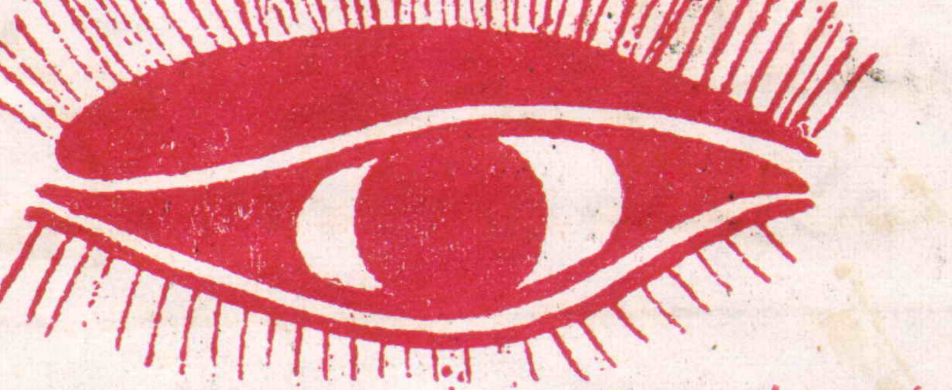

آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ
ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!
تیار کردہ: خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

ہر قسم کے ریشمی و سوتی کپڑے مثلاً
فلیٹ کریپ ۰ ولی شفون ۰ سویٹ
کریپ پرنٹ ۰ جالوس پرنٹ
۰ بہترین کے۔ٹی ۰ کرسٹل کریپ
و دیگر اقسام کے دیدہ زیب ملبوسات کا
بہترین مرکز
مومن کلاتھ ہاؤس
گولبازار ربوہ فون ۵۱۷

قاعدہ یسرنا القرآن
مصنفہ پیر منظور محمد صاحب
اس مشہور و معروف اور مقبول خاص و عام قاعدہ
کے ذریعہ بچے نہایت آسانی سے اور جلد قرآن مجید
پڑھ لیتے ہیں۔ ھدیہ قاعدہ کلاں ایک روپیہ
پچاس پیسے۔ قاعدہ خورد پچھتر پیسے۔
ملنے کا پتہ: مکتبہ یسرنا القرآن ربوہ

فوٹو و دیدہ زیب سینریاں
کے خوبصورت اور مضبوط فریم بنوانے کیلئے
نسیم گلاس ہاؤس
نزد ریلوے کراسنگ گولبازار ربوہ
کو یاد رکھیں

ھو الشافی
جانوروں کے اپھارہ کی کامیاب دوا
"اکسیر اپھارہ"
آج ہی منگوائیے اور قیمتی جانوروں کی جان بچائیے
فی پیکٹ ۱/۰۰ درجن ۸/۰۰ دو درجن یا زیادہ پر ڈاک
خرچ بذمہ کمپنی۔ مفید لٹریچر مفت۔
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ
فون ۶۰۶/۶۰۷

ربڑ ہوائی چپل اور پلاسٹک شوز کے
تیار کنندگان
ماڈرن انڈسٹریز
سی ۱۰۰ اے چھوٹی صنعتوں کی بستی گوجرانوالہ

زیور کی خرید و فروخت
اور نئے ڈیزائنوں میں بنوانے کیلئے
محمود گولڈ سمتھ
گولبازار ربوہ۔ فون ۶۸۱
پر تشریف لائیں

اعلانِ تعطیل: یومِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب کے موقع پر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۷۵ء بروز بدھ دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی اس لئے ۲۶ مارچ کا پرچہ شائع نہیں ہوگا قارئین کرام اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔ (مینیجر الفضل)